وافکار کے ممیزات وخصوصیات کا تجزیہ وتحلیل کرکے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ مسلمان ناقدانہ علم و بصیرت سے فیض یاب ہوکر پکے اور سچے مسلمان رہتے ہوئے جدید عالمی تہذیب سے نہ صرف یہ کہ مصالحت کس طرح کرسکتے ہیں بلکہ ہدایتِ انام کے بلند منصب پر فائز ہونے کے طفیل اس عالمی تہذیب کے سیلاب کو صحیح رُخ پر لگانے میں کیا رول ادا کرسکتے ہیں، اس سلسلہ میں مسلمانوں کے موجودہ رجحانات اور پھر ان کے مسائل یعنی مذہبی اور سیکولر تعلیم، ٹکنیکل ایجوکیشن۔ زبان۔ تہذیب وکلچر۔ فنونِ لطیفہ، شعر وادب۔ برادرانِ وطن سے تعلقات اور پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں کے لوگوں سے تعلقات، کشمیر کا قضیۂ نامرضیہ، فرقہ وارانہ فسادات۔ ہندو فرقہ پرور جماعتوں کے فاشسٹی رجحانات، غرضکہ ان میں سے کوئی مسئلہ اور معاملہ ایسا نہیں ہے جس پر کھلے دماغ کے ساتھ بحث وگفتگو نہ کی گئی ہو، یہ ظاہر ہے جس کتاب میں اس درجہ گوناگوں ہمہ گیر اور پیچیدہ مسائل ومباحث پر گفتگو کی گئی ہو اُس کے ہر جُز سے سب کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اس میں متعدد چیزیں ایسی ہیں جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض طبقات کے لئے کڑوی اور کسیلی گولیاں ثابت ہوں گی جنھیں کم ازکم بحران وانتشارِ ذہنی کے اس دور میں حلق سے نیچے اتارنا کارے دارد کا مصداق ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فاضل مصنف نے جو کچھ لکھا ہے وہ بڑے حزم واحتیاط اور حتی الوسع میانہ روی کے ساتھ لکھا ہے۔ اس میں دل کا درد وکرب اور سوز وگداز بھی شامل ہے اور عقلی وفکری بصیرت بھی۔ تاریخی تجزیہ کی روشنی بھی ہے اور نورِ ایمان کی جھلکیاں بھی۔ فرد اور جماعت کی ذمہ داریوں کا احساس اور ایک مردِ مومن کے مرتبہ ومقام کا شعور وادراک بھی! اس لئے کوئی شبہ نہیں کہ کتاب بحیثیتِ مجموعی بڑی فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے۔ پھر جہاں تک شگفتگیٔ تحریر وحسنِ بیان کا تعلق ہے اُس کے لئے ڈاکٹر صاحب کا نام سب سے بڑی ضمانت ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ اس کتاب کے آخری حصہ کے بعض مباحث پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ایک سیمینار کا انتظام کرنا چاہئے جس میں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے اربابِ فکر حضرات اور برادرانِ وطن میں سے متعدد اربابِ علم وذوق کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

ملاقاتیں : ازجناب الطاف حسن صاحب قریشی؛ تقطیع متوسط، ضخامت ۲۷۱ صفحات کتابت وطباعت بہتر، قیمت مجلد پانچ روپیہ، پتہ: اُردو ڈائجسٹ پبلی کیشنز لاہور۔

لائق مرتب نے اُردو ڈائجسٹ پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے وقتاً فوقتاً پاکستان کی سولہ نامورو سربرآوردہ شخصیتوں (ڈاکٹر عبدالرحمٰن بارکر کو مستثنیٰ کرکے جو امرکین ہیں) سے مفصل انٹرویو لیا ہے۔ یہ حضرات پاکستان کی قومی زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً مذہب۔ سیاست۔ تعلیم۔ زبان وادب۔ معاشرت۔ قانون وطب وغیرہ سے تعلق اور اُس کا گہرا تجربہ رکھتے ہیں اور قریشی صاحب نے چند عام سوالات کے علاوہ ہر ایک سے زیادہ تر وہی سوالات کئے ہیں جن کا وہ بصر اور ماہر ہے اور پھر جواب دینے والوں نے دل کھول کر صفائی کے ساتھ وہی کچھ کہا ہے جو وہ محسوس کرتے ہیں، قریشی صاحب نے ان تمام ملاقاتوں کی روئداد بڑی خوبی اور خوش سلیقگی کے ساتھ مرتب کی ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب بڑی دلچسپ اور معلومات افزا بن گئی ہے۔
اس کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ آج ہندوستان کی طرح پاکستان بھی کس ذہنی اختلال وانتشار، باطنی اضطراب وکشمکش تہذیبی ناہمواری، اخلاقی ومعاشرتی انحطاط اسلامی اقدارِ حیات کی کس مپرسی، طبقاتیت اور بے یقینی کے دور سے گذر رہا ہے۔ چنانچہ جسٹس ایم۔ آر کیانی کو شکایت "پاکستان بنتے ہی انگریز خدا اور آخرت کا خوف اور قانون کا احترام لے گئے" (ص ۱۹۹) مسٹر اے۔ کے بروہی کی تجویز ہے " اگر آج مسلمان ترکِ اسلام کردیں تو سارا یورپ مسلمان ہوجائے (ص ۵۱) ہندوستان کے مسلمانوں کا ذکر آیا تو انھی بروہی صاحب نے جو ہندوستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر بھی رہ چکے ہیں ارشاد فرمایا " (ہندوستانی مسلمانوں کی مدد کے سلسلہ میں) سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ہندوستان کے ساتھ دوستی کی روش اختیار کریں ہماری طرف سے دیے ہوئے گرم گرم بیانات سرحد کے اُس پار مسلمانوں کے سُرخ خون میں تبدیل ہوجاتے ہیں ہم کم از کم اتنا تو کرسکتے ہیں کہ اس سلسلہ میں تحمل، احتیاط اور تدبر وفراست سے کام لیں" (ص ۵۷)
جسٹس محمد شریف کو ملال ہے "اب پاکستان میں ایسا کوئی نظر نہیں آتا جس کی امانت اور دیانت پر بھروسا کیا جاسکے" (ص ۲۱۹) علاوہ ازیں ان کو یقین ہے کہ " اسلام کو سب سے بڑا خطرہ مولویوں سے ہے" (ص ۲۲۱) چودھری محمد علی نے انکشاف کیا " میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں محسن (مسٹر جناح اور لیاقت علی خان) پاکستان کو جدید طرز کی جمہوری ریاست بنانا چاہتے تھے اور انھیں پارلیمانی نظامِ حکومت بہت پسند تھا" (ص ۲۳۴) ڈاکٹر سید عبداللہ کو بڑا رنج ہے کہ "(پاکستان میں) عربی فارسی کو اُن کا جائز حق